© rasailojaraid.com

خاص طور پر کیا جا رہا ہے کہ مواصلات و ثقافت کی وزارت ایک خاتون خلیدہ کو سونپی گئی ہے جو حکومت کی ترجمان بھی ہوں گی۔ خاتون کا وزیر بننا یا وزیراعظم بننا بھی اب دنیا میں کوئی بڑی خبر نہیں رہی لیکن جس انداز سے الجزائری اور عرب میڈیا اس واقعے کا ذکر کر رہا ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ خواتین کو شریک اقتدار کرنا اور پھر اس کی شہرت کرنا ایک خاص پیغام ہے جو خاص عالمی قوتوں کو دیا جانا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن الجزائر اور ہر اسلامی ملک کے حوالے سے یہ سوال پوری شدت سے سامنے آجاتا ہے کہ ہماری حکومتیں کب اصل قومی مسائل کو ترجیحات کی منصفانہ فہرست میں شامل کریں گی؟ کب ذاتی یا عالمی پسند و ناپسند سے بالاتر ہو کر ملک کے تمام خیرخواہ عناصر کو مشاورت و فیصلوں میں شریک کر کے قومی یک جہتی کا اصل راستہ اپنائیں گی؟ اور کب ملک کو ایک کے بعد دوسرے بحران میں دھکیلنے کے بجائے تعمیر و ترقی کی حقیقی راہ اختیار کریں گی؟

فلسطین: صہیونی امریکی منصوبے

منصور جعفر ○

یاسر عرفات کے صدارتی محل کا محاصرہ ہو یا پھر گذشتہ دنوں بیت لحم میں نیٹیوٹی چرچ کے بحران کا خاتمہ‘ ہر دو کا مقصد فلسطینیوں کی جدوجہد کو سرد خانے میں ڈالنے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ یہ منظرنامہ دراصل مسئلہ فلسطین کے ”مخصوص سیاسی حل“ کی خاطر ایک علاقائی امن کانفرنس بلانے کے لیے باقاعدہ سوچ بچار کے بعد تیار کیا گیا تھا۔ اس ”منصوبے“ کی کامیابی کے لیے سب سے پہلے ضروری تھا کہ یاسر عرفات کی سربراہی میں نیم خود مختار فلسطینی اتھارٹی کو اپنی صفوں میں اصلاحات کے نام پر قابو میں لایا جائے۔ ان اصلاحات کے لیے یاسر عرفات کے ”بہی خواہوں“ نے ان کی حکومت کا سیکورٹی اور انٹیلی جنس کا نظام ہی چنا ہے‘ جو بجائے خود اصلاحات کے پردے میں امریکی صہیونی عزائم کو منکشف کرنے کے لیے کافی ہے۔

فلسطینی اتھارٹی کی صفوں میں داخلی اصلاح کے مطالبے کے ساتھ فلسطینی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کا غوغا بھی بلند کیا جا رہا ہے‘ جب کہ دوسری طرف اسرائیل اپنی نام نہاد ”سیکورٹی وال“ کی آڑ میں خود اپنی حفاظت سے عاری اور بے دست و پا عرفاتی مقتدرہ کی عملاً اینٹ سے اینٹ بجاتے ہوئے اس کے شہروں‘ بلدیات اور دیہات کا محاصرے کیے ہوئے ہے۔ ان ساری کوششوں کا محور امریکی اور صہیونی منصوبہ ہے

○ سابق مدیر ماہنامہ بیت المقدس‘ اسلام آباد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس میں حقیقت کا روپ بھرنے کے لیے یورپی حمایت بھی سامنے لائی گئی ہے۔

اس میں دو آرا نہیں کہ اسرائیلی وزیراعظم اریئل شیرون نے، جو مجوزہ بین الاقوامی علاقائی امن کانفرنس کے محرک ہیں، فلسطینی شہروں کے محاصرے اور ان پر عملاً چڑھائی کے بعد اس کانفرنس کی تجویز پیش کر کے یاسر عرفات کو مجبور کیا کہ وہ "متروک معاہدہ اوسلو" پر عمل درآمد کی رٹ چھوڑ کر نئے زمینی حقائق کے مطابق کام کریں، کیونکہ اسی میں ان کے لیے عافیت ہے۔

تل ابیب، جب فلسطینی شہروں کے محاصرے سے تھک کر چور ہو گیا تو ایسے میں اریئل شیرون کی مدد کے لیے امریکہ، روس، یورپی یونین اور اقوام متحدہ ایک نئی بین الاقوامی امن کانفرنس کی تجویز لے کر آئے۔ اس کانفرنس میں متعلقہ ممالک کے وزرائے خارجہ شرکت کریں گے اور وہ عرب اسرائیل قضیے کے سیاسی حل کے لیے باہم صلاح مشورے کریں گے۔ کانفرنس کے شرکا کن اصولوں کے دائرے میں مسئلے کا حل تلاش کرنے کے پابند ہوں گے، اس ضمن میں مکمل خاموشی کسی طوفان کی آمد کا اشارہ ہے۔ کانفرنس کے فیصلوں پر عمل درآمد کے لیے کون سی عالمی ضمانتیں فراہم کی گئی ہیں، اس پر خاموشی بھی معاملات کو مشکوک بنا رہی ہے۔ سب سے بڑھ کر امریکی صدر جارج بش کا ۲۶ مئی ۲۰۰۲ء کو فرانس کے صدر ژاک شیراک کی معیت میں دیا گیا یہ بیان ان تمام امور کو مشکوک بناتا ہے: "یہ کانفرنس وزرائے خارجہ کی سطح پر عرب اسرائیل تنازعے کے حل کے امکانات کا جائزہ لے گی، ہمیں مسئلے کی حتمی حل کے لیے مزید کئی کانفرنسیں کرنا ہوں گی"۔ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول اپنے ۲ جون ۲۰۰۲ء کے بیان میں ریکارڈ پر ہیں کہ "یہ کانفرنس قیام امن کی جانب ایک حقیر سی کوشش ہے"۔

یاسر عرفات اتھارٹی نے ابتدائی طور پر ایسی کسی کانفرنس کے انعقاد کو "معاہدہ اوسلو" اور فلسطینی کامیابیوں پر وار سے تعبیر کرتے ہوئے اس میں شرکت سے انکار کیا۔ بعدازاں جب امریکہ، روس، اقوام متحدہ اور یورپی یونین پر مشتمل چار رکنی کمیٹی نے اس کانفرنس کا آئیڈیا پیش کیا تو یاسر عرفات اس میں شرکت پر آمادہ ہو گئے۔ اس سے یہ اندازہ لگانا قطعی مشکل نہیں ہے کہ فلسطینی اتھارٹی کی قیادت کس قدر جلدی علاقائی اور عالمی دباؤ میں آ کر اپنا موقف تبدیل کر دیتی ہے۔ اس مجوزہ عالمی امن کانفرنس کے بارے میں عرب موقف کا اظہار ۱۱ مئی ۲۰۰۲ء کو شرم الشیخ میں ہونے والے سربراہی اجلاس میں دیکھنے میں آیا۔ اس سربراہی اجلاس میں مصری صدر حسنی مبارک، سعودی ولی عہد شہزادہ عبداللہ اور شام کے صدر بشارالاسد شریک ہوئے۔ یہاں اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ عرب "زمین کے بدلے امن فارمولے کے تحت امن چاہتے ہیں اور ساتھ ہی اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ کسی بھی پیش آیند کانفرنس میں سیکورٹی کونسل کی قراردادوں کو فیصلوں کی بنیاد بنایا جائے"۔ اس موقع پر مصر نے اس رائے کا اظہار بھی کیا کہ اگر اسرائیلی وزیراعظم کو ہی کسی امن کانفرنس کے شرکا کی شمولیت کا فیصلہ کرنا ہے، تو یہ کسی بھی بامقصد اجلاس کو مشکوک بنانے کے لیے کافی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عالمی امن کانفرنس کے پس منظر اور اسرائیل کی نام نہاد ''سیکورٹی وال'' کے باوجود فلسطینی مزاحمتی گروپوں کی دلیرانہ فدائی کارروائیوں نے تل ابیب کو فلسطینی اتھارٹی کی امن قائم کرنے کی صلاحیت کے بارے میں شکوک شبہات میں مبتلا کر دیا ہے۔ صہیونی کارپرداز' یاسر عرفات کے کسی ایسے متبادل کے بارے میں بھی سنجیدگی سے غور وفکر کرنے لگے ہیں جو فلسطینی مزاحمتی گروپوں کو بھی لگام دے سکے اور اسرائیلی مطالبات پر یاسر عرفات سے زیادہ جی حضوری کا مظاہرہ کرے۔

عرفات انتظامیہ پر ''اصلاحات'' کا بھوت سوار کر کے اسرائیل' فلسطینی شہروں' عوام اور اسلامی وعیسائی مقدسات کے خلاف شرم ناک ظلم اور زیادتیاں روز اول کی طرح جاری رکھے ہوئے ہے' بلکہ اس میں نئی جہتوں کا اضافہ کر رہا ہے۔ ان مظالم کے ہاتھوں فلسطینی اپنی سرزمین چھوڑنے پر مجبور ہیں۔ ایسے میں فلسطینی پارلیمنٹ کے انتخابات کا شوشا اس لیے اٹھایا جا رہا ہے کہ یاسر عرفات امریکی اور صہیونی دباو پر جن قومی امور سے دست کشی کا اعلان کر رہے ہیں' ان پر پردہ پوشی کی جا سکے' نیز ان کی شخصیت کو اسرائیلی محاصرے اور ''سیکورٹی وال'' کی آڑ میں ان کے زیر کنٹرول فلسطینی علاقے میں آئے روز کی اسرائیلی دراندازیوں سے جو نقصان پہنچا ہے' اس کا مداوا کیا جا سکے۔

امریکہ اور اسرائیل اصلاحات کے اس منصوبے کے ذریعے فلسطینی سیکورٹی نظام کو اس لیے مضبوط کرنا چاہتے ہیں کہ یہ اسرائیلی قبضے کو دوام بخشنے کے لیے مددگار ہو سکے اور مزاحمتی عناصر کی بیخ کنی کر سکے۔ یہ سیکورٹی نظام اسرائیلی قبضے کے خلاف کسی بھی قسم کا کردار ادا کرنے والی شخصیات کو ملک بدر کرنے کے قابل ہو جائے۔ علاوہ ازیں اس منصوبے کے کارپرداز فلسطینی اتھارٹی کو سیاسی طور پر غلام بنانا چاہتے ہیں تاکہ وہ اسرائیل کے سامنے زیادہ سے زیادہ تسلیم ورضا کی پالیسی پر عمل کرے اور اس کے سامنے آنکھ اٹھا کر بات نہ کر سکے۔ یاسر عرفات کی متبادل قیادت کو سامنے لانا بھی اسی ''اصلاحی'' منصوبے کا حصہ ہے۔

اس پس منظر میں فلسطینی مزاحمت کے ہراول دستے اسلامی تحریک مزاحمت (حماس) سے یاسر عرفات اتھارٹی کی جانب سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ تنظیم کے اصلاحات کے منصوبے اور پیش آیند انتخابی عمل میں شرکت کریں تاکہ فلسطینی پارلیمنٹ جیسے عوامی پلیٹ فارم کو بحال کیا جا سکے اور مسئلہ فلسطین کو اجاگر کیا جا سکے۔ حماس کو نئی حکومت میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے اس امر کی یقین دہانی بھی کرائی گئی ہے کہ آیندہ انتخابات معاہدہ اوسلو کی چھت تلے نہیں ہوں گے اور نہ مزاحمت کی تحریک کو ہی کوئی گزند پہنچنے دیا جائے گا۔ مزاحمتی عناصر کی حکومت میں شرکت کا مقصد فلسطینی اتھارٹی کو قانونی حیثیت دلوانے کے سوا اور کچھ نہیں.... کیونکہ انتخابات کے بعد تشکیل پانے والی پارلیمنٹ سے جو امیدیں وابستہ کی جا رہی ہیں' وہ صرف نمایشی حد تک ہی قابل عمل ہیں'

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زمینی حقائق اس کے برعکس ہوں گے۔ اس پارلیمنٹ کا حال تنظیم آزادی فلسطین کی ''مجلس تنفیذی'' سے زیادہ برا ہوگا کیونکہ اس میں فائق رائے یاسر عرفات کی ہی ہوگی۔

فلسطینی افق پر ہونے والی اصلاحی کوششوں کی جھلک کشمیر میں بھی انتخابات کے اعلان کی صورت دیکھی جاسکتی ہے، جس کی پیش بندی کے لیے سیاسی قیادت کے قتل جیسے سنگین جرائم کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ یاسر عرفات اپنے محاصرے کے خاتمے کی قیمت فلسطینی شہریوں کی جلاوطنی اور پاپولر فرنٹ برائے آزادی فلسطین کے سیکرٹری جنرل احمد سعدات کی امریکہ اور برطانیہ کے ہاتھ گرفتاری کی صورت میں دینا قابلِ فخر اقدام گردانتے ہیں، تو کشمیر میں فاروق عبداللہ پبلک سیفٹی ایکٹ کے تحت سید علی گیلانی کی گرفتاری پر نازاں و فرحاں دکھائی دیتے ہیں۔ اگر فلسطین میں مزاحمت کا حق چھین کر زبردستی کی جانے والی اصلاحی کوششیں عوام کو انتخابات میں شرکت پر مجبور نہیں کرسکتی ہیں تو گذشتہ پانچ دہائیوں سے حق خود ارادیت کی جدوجہد کے لیے ۸۰ ہزار قربانیاں دینے والے کشمیری جعلی اور فراڈ انتخابات پر کیسے قناعت کرسکتے ہیں۔

ان حالات میں فلسطین اور کشمیر کے عوام کے پاس مزاحمت کا راستہ ہی باقی رہ جاتا ہے جس پر چل کر وہ کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ دونوں خطوں میں انتخابات اور اصلاحات کی بنیاد کوئی سیاسی ایجنڈا نہیں بلکہ سیکورٹی سے متعلق معاملات ہیں۔

نام نہاد ''سیکورٹی وال'' کو ڈھال بنا کر کی گئی اسرائیل کی مسلسل تخریبی کارروائیاں فلسطینی عوام کو یہ یقین دلانے کے لیے کافی ہیں کہ مزاحمت کی راہ پر چل کر ہی قبلہ اول کی یہودی قبضے سے آزادی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔ زمینی حقائق کو نوشتہ دیوار سمجھ کر غلامی کا طوق گلے میں ڈالنے کا پرچار کرنے والے اس دور میں حزب اللہ کی مزاحمتی تحریک کو بھی رول ماڈل کے طور پر سامنے رکھیں۔ عرب بادشاہتوں، سلطنتوں اور آمریتوں کے حمایتی امریکہ کو آج فلسطینی سرزمین پر اگر اصلاحات اور انتخابات کا خیال آیا ہے تو اس کی وجہ بھی مزاحمتی عناصر کی وہ دلیرانہ فدائی کارروائیاں ہیں جو امریکی صہیونی ''سیکورٹی وال'' میں آئے روز شگاف ڈال کر اسرائیل کے مستقبل کو دھندلا رہی ہیں اور امت کو ایک نئے روشن مستقبل کی نوید سنا رہی ہیں۔ اسی سے اسرائیل اور اس کا عالمی سطح پر سرپرست امریکہ خائف ہیں اور باولے کتے کی طرح ہر کسی کو کاٹنے کو دوڑ رہے ہیں، اور اپنے ہی بنائے ہوئے جمہوری اور انسانی حقوق کے معیارات کو پامال کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کر رہے ہیں!!

© rasailojaraid.com